طلاق کی عدت شوہر کے گھر گزارنے کی کیا حکمت ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کو طلاق کی عدت شوہر کے گھر میں گزارنے کا حکم ہے۔ یہ بات تو میں سمجھتا ہوں، مجھے اس کی حکمت جاننی ہے کہ رجعی طلاق میں تو رجوع کی امید ہونے کی وجہ سے اسے شوہر کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم ہوتا ہے، یہ حکمت تو سمجھ میں آتی ہے، لیکن بائن طلاق میں جب نکاح ہی ختم ہوگیا، اسی طرح مغلظہ طلاق میں شوہر کے گھر عدت گزارنے کا حکم دینے میں کیا حکمت ہے؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت پر طلاق یا وفات کی عدت اپنے شوہر کے گھر گزارنا واجب ہے، بلا اجازتِ شرعی شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر یا کسی اور جگہ عدت نہیں گزار سکتی۔ رہی بات شوہر کے گھر عدت گزارنے میں حکمت کیا ہے؟ اول تو یہ حکمِ باری تعالیٰ ہے اور بطور مسلمان ہم پر اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل و جان سے قبول کرنا لازم ہے، اس لیے کہ اسلام کا معنی ہی سر تسلیم خم کرنا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے احکام میں ہزارہا حکمتیں ہیں، ہر حکم کی حکمت کو ہم اپنی ناقص عقل اور ناقص علم کے ذریعے سمجھ جائیں یہ ضروری نہیں، لہٰذا حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے، بہر حال اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل و جان سے قبول کرنے میں ہی فائدہ ہے۔ البتہ سوال میں مذکور معاملے میں عدت کی ایک حکمت یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے نسل انسانی اور لوگوں کے حسب و نسب کو تحفظ دینے اور اسے شکوک و شبہات سے بچانے کا بہت اہتمام فرمایا ہے، نیز باپ پر اپنی اولاد کی کثیر ذمہ داریاں رکھی ہیں چنانچہ اسی حکمت کے پیشِ نظر عورت کو تین طلاق کے بعد بھی شوہر کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا گیا کہ اگر طلاق دینے والے شوہر سے عورت کو حمل ہو تو اس بچے کا نسب، اس شخص سے بحفاظت ثابت ہو اور اس شخص پر بچے کی ذمہ داریاں پوری طرح عائد ہو سکیں اور وہ شخص اس سے کسی صورت انکار نہ کر سکے جبکہ اگر عورت کو اس شخص سے حمل نہیں ہے تو عدت کے گزرنے تک عورت اسی کے پاس رہے تاکہ جب

عدت سے فارغ ہو کر کسی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو سابقہ شوہر کا معاملہ بالکل واضح ہو جائے کہ اس کی طرف سے عورت کو حمل نہیں تھا لہٰذا آئندہ کسی بھی بچے کی پیدائش کی ذمہ داریاں اس شخص پر نہیں ہیں اور آئندہ جو بچہ پیدا ہو تو اس کے نسب کا اس کی صحیح جگہ سے ثبوت ممکن ہو۔

عورت پر طلاق یا وفات کی عدت اپنے شوہر کے گھر گزارنا واجب ہے، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں۔ (القرآن، پارہ 28، سورۃ الطلاق، آیت 1)

اس آیت کے تحت مفتیِ اہلِ سنت، شیخ القرآن ابو صالح مفتی محمد قاسم قادری اطال اللہ ظلہ علیَّ لکھتے ہیں: "عورت کو عدت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے۔ شوہر کو جائز نہیں کہ طلاق یافتہ کو عدت کے اَیّام میں گھر سے نکالے اور نہ ان عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا جائز ہے کیونکہ یہ رہائش محض شوہر کا حق نہیں ہے جو اس کی رضامندی سے ساقط ہو جائے بلکہ یہ شریعت کا حق بھی ہے۔" (تفسیر صراط الجنان، جلد 10، صفحہ 57، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کنز الدقائق، ہدایہ اور فتح القدیر میں ہے: والنظم للآخر: "وعلى المعتدة أن تعتد في المنزل الذي يضاف إليها بالسكنى حال وقوع الفرقة والموت لقوله تعالى ﴿لا تخرجوهن من بيوتهن﴾" ترجمہ: اور معتدہ پر لازم ہے کہ وہ اسی گھر میں عدت گزارے جو طلاق یا موت کے وقت اس کی سکونت کی جگہ ہو، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو۔ (فتح القدیر، جلد 4، صفحہ 344، مطبوعہ دار الفکر، لبنان)

احکامِ الٰہی عزوجل کی حکمتیں جاننے سے متعلق ایک مسلمان کیسا طرزِ عمل اختیار کرے؟ اس سے **متعلق** سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "احکامِ الٰہی میں چون وچرا نہیں کرتے، الاسلام گردن نہادن نہ زبان بجرأت کشادن (اسلام، سر تسلیم خم کرنا ہے، نہ کہ دلیری کے ساتھ لب کشائی کرنا) بہت احکام الٰہیہ تعبدی ہوتے ہیں اور جو معقول المعنی ہیں، ان کی حکمتیں بھی من و تو کی سمجھ میں نہیں آتیں۔۔۔ مسلمان کی شان یہ ہے: ﴿سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ہم نے سنا اور مانا، تیری معافی ہو، اے رب ہمارے! اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد 13، صفحہ 297، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ملتقطاً)

نسب کے ثبوت اوراس میں غیر کا شبہ اور اختلاط پیدا نہ ہونے کے سبب شوہر کے گھر عدت کا حکم دیا گیا، جیسا کہ بدائع الصنائع اور المحیط البرہانی میں ہے : والنظم للآخر:”والمطلقة ثلاثا أو رجعيا أو بائنا وسائر وجوه الفرق التي توجب العدة من النكاح الصحيح و الفاسد سواء، يعني: في حق حرمة الخروج عن بيتها في العدة، لأن الله تعالى نهى المطلقة عن الخروج مطلقا، والمعنى صيانة الماء عن الاختلاط، والنسب من الاشتباه وذلك لا يتفاوت“ یعنی تین طلاق والی، یا رجعی طلاق والی، یا بائنہ طلاق والی اوراسی طرح نکاحِ صحیح یا فاسد سے پیدا ہونے والی فرقت کی تمام وہ صورتیں جن میں عدت لازم آتی ہے سب برابر ہیں، یعنی عدت کے دوران عورت کے اپنے گھر سے نکلنے کی حرمت کے بارے میں سب کا حکم ایک ہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورت کو مطلق طور پر گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہے، اوراس کی علت یہ ہے کہ شوہر کے پانی (یعنی نطفہ) کو اختلاط سے بچایا جائے اور نسب کو اشتباہ سے محفوظ رکھا جائے اور یہ علت ہر صورت میں یکساں ہے۔ (المحیط البرھانی، جلد3، صفحہ 467، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں ہے : ”لا يجوز خروج المعتدة من الطلاق الثلاث أو البائن ليلا أو نهارا، لعموم النهي و مسيس الحاجة إلى تحصين الماء“ یعنی طلاقِ ثلاثہ یا طلاقِ بائن کی عدت گزارنے والی عورت کا رات یا دن میں (شوہر کے گھر سے) نکلنا جائز نہیں، کیونکہ ایک تو عام ممانعت وارد ہے اور دوسرا نطفہ (یعنی نسب) کی حفاظت کی ضرورت لاحق ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، جلد29، صفحہ 351، مطبوعہ کویت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : OKR-0063

تاریخ اجراء : 28صفر المظفر1447ھ/23اگست2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net